رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۤءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝

دیں کی نصرت کے لئے اک آسمان پر شور ہے | عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

دُنیا میں ایک نبی آیا پر دُنیا نے اُسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام مسیح موعود)

فہرست مضامین

چندہ غیر ممالک سے

الفضل

سات روپے

میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا + (الہام مسیح موعود)

جلد ۴ | مورخہ ۱۸ نومبر ۱۹۱۶ء | شنبہ | مطابق ۲۰ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ | نمبر ۳۹

مدینۃ المسیح (۴)

حضرت امیر المؤمنین کی طبیعت زکام کی وجہ سے کسی قدر ناساز ہے۔ خدا تعالےٰ صحت بخشے +

حضرت اُمّ المؤمنین اور حضرت میاں شریف احمد صاحب مالیر کوٹلہ سے تشریف لے آئے ہیں +

۳ تاریخ ماہ رواں بروز جمعرات میاں غلام الدین صاحب متوطن گوکھووال ضلع لائل پور کا انتقال ہو گیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مرحوم ایک مخلص اور پُرجوش احمدی تھا قریباً چھ ماہ سے بیمار چلا آرہا تھا۔ احباب جنازہ غائب پڑھیں۔ اور مرحوم کے لئے دُعائے مغفرت کریں +

اخبار احمدیہ

انگلستان

داعی اسلام قاضی عبداللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی تحریر کرتے ہیں کہ وہ تقریر سے تحریر سے ملاقاتوں سے اخبارات کے قائم مقاموں سے گفتگو کرکے اسلام و احمدیت کی اشاعت میں پوری کوشش و تن دہی سے مصروف ہیں +

بعض اخبارات کے قائم مقاموں نے قاضی صاحب سے ملاقات کرکے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مختصر حالات و عقائد شائع کئے ہیں۔ ٹائمز لنڈن۔ روزنامہ ڈیلی ٹیلیگراف اور گلاسگو ٹائمز نے ہمارے انگریزی ترجمۃ القرآن پر نہایت عمدہ ریویو شائع کئے ہیں۔

قاضی صاحب کے دو مختلف سوسائٹیوں کیطرف سے مدعو کیا گیا ہے۔ کہ تعلیم اسلام کا خلاصہ اور سوانح حضرت احمدؑ اسلامی معلم اعظم پر تقریریں فرماویں۔

جناب قاضی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ وہ ہائیڈ پارک میں جاکر لیکچر دیا کرتے ہیں۔ اور ایک دن کسی دوسرے پارک میں بھی گئے۔ اور وہاں جونہی کلمہ شریف پڑھ کر تقریر شروع کی لوگ جوق در جوق جمع ہونے لگے۔ اور اس طرح آپ کو پیغام مسیح پہنچانے کا موقعہ ہاتھ لگ گیا۔

جمعہ قاضی صاحب اپنے مکان پر پڑھاتے ہیں۔ اور ترجمۃ القرآن کی فروخت کا کام اطالوی احمدی بھائی مسٹر بشیر کوریو کی مدد سے مستعدی کے ساتھ کر رہے ہیں۔ ملک سرالیون سے ۲۵۔ درخواستیں آئی ہیں +

ماریشس

مبلغ احمدیت مولوی غلام محمد صاحب بی۔ اے اپنی کامیاب تبلیغ اور سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مستحکم بنیادیں قائم ہو جانے کے بعد اب حضرت خلافت مآب

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر کے مطبع ضیاء الاسلام قادیان میں چھپا)

کے ارشاد سے کسی دوسری جگہ تبدیل کئے جانیوالے ہیں اُور اُن کی جگہ مولوی عبید اللہ صاحب فارغ التحصیل مدرسہ احمدیہ قادیان بھیجے جائینگے *

سیلون راون کے جزیرہ میں ملاؤں نے سلسلہ کی مخالفت پورے زور سے شروع کی ہوئی ہے۔ اور حکام کو ہر طرح کی بدگمانیوں میں مبتلا کیا جا رہا ہے اور احمدیوں کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں۔ کہ وہ ان کو اپنے قبرستانوں میں دفن نہیں ہونے دینگے۔ مگر اس مخالفت کا اثر بفضلہ تعالےٰ اشاعت احمدیت کے لئے مفید ثابت ہو رہا ہے۔ تعلیمیافتہ مُسلمانوں کا حصہ کثیر دل میں احمدی ہو چکا ہے۔ صرف اسکے اظہار کے لئے موقعہ کا منتظر ہے *

نائجیریا اور سیرالیون برّاعظم افریقہ کے مغربی ساحل پر اللہ تعالےٰ نے احمدیت کا بیج بو دیا ہے۔ اُمید ہے کہ عنقریب خدا کے فضل سے بہت سے اور لوگ بیعت کرینگے۔ انشاء اللہ

چین ہانگ کانگ سے بھی سکرٹری صاحب انجمن احمدیہ تحریر فرماتے ہیں کہ اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے مخالفت کوئی نہیں ہے۔ جو سیٹھ صاحب پہلے دشمن تھے اب اظہار محبت کرتے ہیں۔ اور ریویو آف ریلیجنز کی خریداری کے لئے درخواست بھیجتے ہیں۔ انگریزی ترجمۃ القرآن پڑھکر بہت خوش ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ کہ خوب خدمت اسلام کی ہے۔ اُمید کہ انشاء اللہ احمدی ہو جائینگے۔

مالابار کنانور مالابار میں نماز عید مولوی محی الدین صاحب نے راجہ اور کال کے محل کے قریب پڑھائی خطبہ میں غیر احمدی بھی شامل ہوئے۔ گورنمنٹ عالیہ کا احسان ہے، کہ احمدی پورے طور پر امن میں ہیں *

کشمیر میں احمدیوں کو کامیابی ہر زمانہ میں مخالفین صداقت نے حق کی مخالفت کی۔ اور جس طرح ان سے ہو سکا۔ انہوں نے اہل حق کو اذیت دینے کے لئے کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اسوقت دنیا میں سچا مذہب اسلام اور اسلام کا سچا اور صحیح نمونہ خدا کے فضل سے احمدی جماعت ہے۔ احمدیوں کو بھی ہر جگہ مخالفین سے اس قسم کی تکالیف اُٹھانی پڑتی ہیں۔ جن کی تفصیل ایک بہت بڑا کام ہے *

ہمارے ایک دوست کبر بٹ صاحب احمدی سرزمین کشمیر کے باشندے ہیں۔ اُنہوں نے غیر احمدیوں کے ہاں شادی کی۔ اور کچھ مدت تک میاں بیوی امن و امان سے رہے۔ لیکن ایک مولوی صاحب نے اس عورت کے غیر احمدی رشتہ داروں کو کہا کہ احمدی تو کافر ہیں۔ ان سے نکاح جائز نہیں۔ اور اسپر وہاں کے مفتی نے یہی فتوٰی دیدیا کہ احمدی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ لڑکی والوں نے اپنی لڑکی کو واپس گھر بُلا لیا۔ اور ایک مدت انتظار کے بعد جب ہمارے احمدی بھائی نے اپنی بیوی کو بُلوایا۔ تو اس کے والدین نے نہ بھیجا۔ اور نوبت مقدمہ تک پہنچی۔ وہاں کے تمام لوگوں نے چندہ کر کے اس غیر احمدی کو امداد دی اور پیر جماعت علی شاہ نے ایک مسلمان بیرسٹر اس مقدمہ کی پیروی کے لئے وہاں بھیجا۔ مگر آخر حق حق ہوتا ہے۔ تین سال تک مخالفین کی طرف سے بے حد کوشش ہوا کی۔ اور آخر کار حکام بالادست نے بعد کامل تحقیقات قانونی کے یہ فیصلہ کیا۔ کہ احمدی کو اسکی عورت واپس ملنی چاہیئے۔ چنانچہ یہ فیصلہ صادر ہو گیا اور خدا نے حق کی مدد کی۔ فالحمد للہ *

ہم فیصلہ کرنے والے حاکم کے تہِ دل سے شکر گذار ہیں خدا تعالےٰ ان کو اس کا اجر دے *

الحکم کے متعلق غلط فہمی کی اصلاح شیخ یعقوب علی صاحب لکھتے ہیں کہ میرے مکرم بھائی میر قاسم علی صاحب ایڈیٹر فاروق نے فاروق کے تازہ ترین اشو میں نامہ قاسم کے ضمن میں لکھا ہے۔ کہ فاروق کے اجرا کے محرکات میں الحکم کا بند ہونا بھی تھا۔ اور یہ کہ فاروق۔ بدر۔ الحکم اور الحق کی بجائے جاری کیا گیا تھا۔ جہاں تک الحکم کا تعلق ہے۔ میں اسکو صحیح نہیں سمجھتا۔ فاروق الحکم کا کبھی قائم مقام قرار نہیں دیا گیا۔ اور نہ الحکم بند کیا گیا۔ الحکم کے اجرا میں بعض اسباب کے ماتحت جو تعویق ہوئی۔ اس کو اسکی بندش کہنا سراسر غلطی ہے۔ اور الحکم کے متعلق ایک غلط فہمی پیدا کرنا ہے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے مجھ سے الحکم کے بند نہ کرنے پر بیعت لی تھی۔ اور اپنی زندگی کے آخری سالانہ جلسہ میں الحکم کے لئے خود اپیل کیا۔ اور اپنی زندگی کے آخری دنوں میں حضرت خلیفہ ثانی کے سپرد اس امانت کو کیا۔ میری اپنی بعض کمزوریاں اور مخلصیں الحکم کی اشاعت کی تعویق کا موجب ہو رہی ہیں۔ ورنہ الحکم کے قدر دان اسکی ہر اد اپر ہمیشہ خوش رہے ہیں۔ مجھے یہ شکایت کبھی نہیں ہوئی۔ اور اب بھی وہ وقت دُور نہیں کہ الحکم کی اشاعت احباب کی خوشی کا انشاء اللہ موجب ہوگی۔ اور اس کے لئے خادم اُو شیخ محمود احمد فکر مند ہے۔ اور مہا اکمن کوشش میں لگا ہوا ہے۔ احباب دُعا کریں *

ملازمت کے خواہشمند چھاونی ملتان میں ایک کلرک کی آسامی خالی ہے۔ تنخواہ بیس روپیہ مع الاونس ہوگی۔ جو احمدی دوست ملازمت کے خواہشمند ہوں وہ پتہ ذیل پر خط وکتابت کریں۔

محمد حسین صاحب احمدی کلارک معرفت فضل الدین رنگریز بازار سناریان چھاونی صدر ملتان +

تلاش عزیز چودہری نواب خان صاحب احمدی ساکن کٹھالیاں ضلع سیالکوٹ کا لڑکا جس کا نام ثناء اللہ عمر ۱۹ سال رنگ سانولا ہے۔ گوجرانوالہ میں مڈل میں تعلیم پاتا تھا۔ امتحان میں فیل ہو کر کچھ عرصہ سے مفقود الخبر ہے اگر کسی صاحب کو اس کا کچھ حال معلوم ہو۔ تو ایڈیٹر الفضل کو اطلاع دی جائے *

دُعا کرانے والوں کو اطلاع الفضل کے کسی گذشتہ پرچہ میں اعلان ہوا ہے کہ قاضی عبد اللہ صاحب کی امداد کے واسطے ایک اور مبلغ بھیجنے کی تجویز ہوئی ہے۔ مجھے خیال آیا ہے کہ سفر اور پھر ایسا سفر دردل کی دُعاؤں کے واسطے بہت موقعہ دیتا ہے۔ مسافر اپنے محبین اور مخلصین کو تو کب بھولتا ہے لیکن ممکن ہے کہ بعض احباب ایسے بھی ہوں۔ جنکو کسی خاص امر میں دُعا کرانے کی خواہش ہو۔ اور مسافر صاحب کو اس سے اطلاع نہ ہو اسواسطے یہ ثواب میں لینا چاہتا ہوں کہ اگر ایسے احباب تحریک دُعا کے واسطے ایک رقعہ لکھ کر مجھے بھیجدیں تو میں وہ سب رقعے جمع کر کے وقت روانگی ان کے سپرد کر دونگا۔ ہاں یہ مناسب ہوگا کہ رقعہ میں یہ اقرار بھی ہو کہ راقم رقعہ مسافر کی عافیت اور کامیابی کے واسطے دُعا کرتے رہینگے۔

المشتہر۔ محمد صادق عفا اللہ عنہ۔ ایڈیٹر اخبار صادق قادیان دارالامان (گورداسپور)

(بسم اللہ الرحمن الرحیم)

الفضل

قادیان دار الامن و الامان - ۱۸ نومبر ۱۹۱۶ء

ووکنگ مشن اور احمدیت

خواجہ صاحب اور مولوی صدر الدین صاحب کی احمدیت کا پردہ فاش

کیا ہی نامبارک تھی وہ گھڑی جبکہ خواجہ کمال الدین نے اپنی سُنہری روپہلی اغراض کو پیش نظر رکھ کر تبلیغ اسلام کے نام سے سفر ولایت اختیار کیا۔ اور باوجود اسبات کے یقینی طور پر معلوم ہو جانے کے کہ وہ کسی اور شخص کے روپیہ سے کسی خاص غرض کے لئے عازم ولایت ہو رہا ہے۔ یہی کہا گیا۔ کہ اشاعت اسلام کا جوش اور ولولا اسے کشاں کشاں ولایت پہنچا رہا ہے۔ حقیقت شناس اور دُور بین نگاہیں تو اسی وقت معلوم کر چکی تھیں۔ کہ اس شخص کا انجام بخیر نظر نہیں آتا۔ کیونکہ اس نے اپنی سعی اور کوشش کی بنیاد ہی غلط اور ناروا طریق سے رکھی ہے۔ لیکن اب یہ حقیقت بالکل بے نقاب ہو چکی ہے۔ اور کسی کو اسکے ماننے سے انکار نہیں ہو سکتا۔

اسبات سے تو خواجہ صاحب بھی انکار نہیں کر سکتے۔ کہ جب وہ پہلی بار ولایت روانہ ہوئے ہیں۔ اُس وقت انہوں نے اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کی طرف سے مبلغ سمجھا تھا۔ چنانچہ ابتدا میں ایک عرصہ تک ان کا دست سوال احمدیوں تک ہی محدود رہا۔ اور انہیں کو طرح طرح کے سبز باغ دکھا کر وہ اپنی امداد کے لئے اپیلیں کرتے رہے ہیں۔ لیکن جب اس میں خواجہ صاحب کو خاطر خواہ کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو انہوں نے غیر احمدیوں کے آگے ہاتھ پھیلانا شروع کر دیا۔ یہ ان کی وہ خطرناک اور نقصان رساں غلطی تھی۔ جس سے ان کو حضرت خلیفۃ المسیح اوّل رضی اللہ عنہ نے نہایت سختی سے روکا۔ اور اسپر اپنی سخت ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔ لیکن خواجہ صاحب نے اس کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اور اس غلطی کے ارتکاب سے اس عذر نامعقول کی بنا پر باز رہنا پسند نہ کیا۔ کہ ہماری جماعت ایک غریب اور محدود جماعت ہے۔ اسقدر اخراجات برداشت نہیں کر سکتی۔ اسلئے اس میں کیا حرج ہے۔ اگر ہم دوسروں سے روپیہ لیں۔ اور اپنا کام کریں۔

چونکہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔ اور نہ ہو سکتا ہے کہ جس سے کچھ لیا جائے۔ اُسے کچھ دیا نہ جائے۔ اسلئے خواجہ صاحب کو بھی غیر احمدیوں سے روپیہ لیکر اس کے معاوضہ میں کچھ دینا پڑا۔ اور نہایت افسوس سے اسبات کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ خواجہ صاحب نے جو کچھ دیا۔ وہ بہ نسبت لینے کے بہت بیش قیمت تھا۔ اسی بیع و شرلی کی نامناسبت کو دیکھ کر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے خواجہ صاحب کو منع فرمایا تھا۔ لیکن خواجہ صاحب نے بد قسمتی سے اپنے رُوحانی باپ کی اس قابل قدر نصیحت کی کچھ پرواہ نہ کرتے ہوئے آخرت کے بدلے متاع قلیل کو خرید ہی لیا

وہ زمانہ کوئی دُور کا زمانہ نہیں۔ جب خواجہ صاحب کو اسبات پر ناز اور فخر تھا۔ کہ انہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کی توفیق نصیب ہوئی ہے اور اسبات پر بھی کوئی غیر معمولی عرصہ نہیں گذر چکا کہ خواجہ صاحب اقرار کرتے تھے۔ کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود با جود دنیا میں جلوہ افروز نہ ہوا ہوتا۔ یا اگر ہوتا اور مجھے اپنی بد قسمتی سے ان کی شناخت کی توفیق نہ ملی ہوتی۔ تو میں کبھی کا عیسائی ہو چکا ہوتا۔ لیکن میں احمدی ہو کر چاہ ضلالت میں گرنے سے بچ گیا ہوں۔ پھر وہ وقت بھی کوئی ایسا وقت نہیں جو ہماری یاد سے اُتر چکا ہو۔ کہ جب خواجہ صاحب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قبول کرنے کو نہ صرف اپنے لئے ہی نعمت غیر مترقبہ سمجھتے تھے۔ بلکہ تمام لوگوں کو دعوت بھی دیتے تھے۔ اور علی الاعلان کہتے تھے۔ کہ اگر تم زندہ خدا کو دیکھنا، مصائب اور آلام سے بچنا۔ خدا کے انعام و اکرام حاصل کرنا اور دُنیا میں امن و چین کی زندگی بسر کرنا چاہتے ہو۔ تو خدا کے برگزیدہ اور نبی حضرت مسیح موعود (علیہ الصلوٰۃ والسلام) مرزا غلام احمدؑ کو مان لو۔ لیکن آہ! آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ خواجہ صاحب نے مال و دولت کے طمع میں آکر نہ صرف خود حضرت مسیح موعود سے رُوگردانی کر لی۔ بلکہ دوسروں کو بھی اس نور سے بے نور رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں جسے خدا تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں دنیا کی ظلمت اور تاریکی کے دور کرنے کے لئے بھیجا تھا۔

خواجہ صاحب نے جو طرز تبلیغ ولایت میں اختیار کر رکھی ہے اُسے انہوں نے اس وقت تک احمدی جماعت سے بالکل پوشیدہ رکھنا چاہا۔ اور طرح طرح کی ملمع سازیوں اور چالبازیوں سے اسپر پردہ ڈالے رکھا لیکن ؎

نہاں کے ماند آں رازے کزو سازند محفلہا

آخر کار اس کی قلعی کھل ہی گئی اور ایسی کھلی کہ خواجہ صاحب اور انکے قائم مقام مولوی صدر الدین صاحب کی احمدیت کی حقیقت بھی ظاہر ہو گئی۔ یہ بڑا ہی رنج اور افسوس کا مقام ہے کہ خواجہ صاحب نے جسے تو اشاعت اسلام کا کیا تھا۔ اور اسی غرض کو پیش نظر رکھ کر ووکنگ مشن قائم کیا تھا۔ لیکن خود اس راہ سے بھٹک گئے۔ جسے وہ کسی وقت صراط مستقیم سمجھتے تھے۔ انہوں نے دوسروں کو اسلام ایسی نعمت پہنچانے کا ارادہ کیا تھا۔ لیکن خود اس نعمت سے محروم ہو گئے۔ جسے وہ درحقیقت اسلام سمجھتے تھے یعنی احمدیت سے۔

ہم ایک مدت سے اسبات سے اپنی جماعت کو آگاہ کر رہے ہیں کہ ووکنگ مشن کے بانی اور اس میں حصہ لینے والوں کا احمدیت سے کوئی تعلق باقی نہیں رہا۔ اور الحمد للہ کہ احمدیت کے حقیقی شیدائی اس سے اچھی طرح واقف بھی ہو چکے ہیں۔ ان کے لئے نہیں کچھ اور بتانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو یا تو غلط فہمیوں کا شکار ہونے کی وجہ سے یا بے جا محبت کے خیال سے ابھی تک یہ خیال رکھتے ہیں کہ ووکنگ مشن کے کارگذار ابھی تک احمدیت کے حلقہ بگوش ہیں۔ ایسے حضرات کو ہم ان لوگوں کی احمدیت کی اصل حقیقت بتانا چاہتے ہیں۔

ووکنگ مشن کے متعلق ایک شخص شیر حسین صاحب قدوائی نے ایک مضمون اس مشن کی مدد اور تائید کرنے کے لئے علیگڈھ انسٹیٹیوٹ گزٹ میں چھپوایا ہے۔ اور جس کا ایک حصہ پیام صلح نے بھی نقل کیا ہے۔

اس میں وہ لکھتا ہے کہ :-

"میں یہاں عرصہ سے ہوں - خواجہ صاحب اور مولوی (صدرالدین) صاحب دونوں کے وعظ وغیرہ میں شریک ہوتا رہا ہوں - رسالہ اسلامک ریویو کو دیکھتا رہا ہوں - نئے مسلمانوں کے اعلان اسلام وغیرہ کو بھی دیکھتا رہا ہوں - ان کے اعتقادوں سے بھی واقف ہوں - اور پھر بھی میں ایبات کو دعوے کے ساتھ کہتا ہوں - کہ ایک موقعہ بھی ایسا ان دو ڈھائی سال میں نہیں آیا - جس میں مجھے یا کسی مسلمان کو خواجہ صاحب و مولوی صاحب پر کچھ بھی شبہ کا موقعہ ملا ہو کہ وہ علانیہ یا درپردہ اپنا مقصود اشاعت اسلام کی بجائے ان معاملات و اعتقادات کی اشاعت سمجھتے ہوں - جو قادیان سے منسوب ہوتے ہیں - یہاں تو کبھی اس کا بھی موقعہ پبلک میں نہ آیا - کہ خواجہ صاحب و مولوی صاحب مرزا غلام احمد صاحب کو مسیح موعود مانتے ہیں یا کیا - یہاں تو کبھی نہ اسکی بحث ہوئی - اور نہ ان لوگوں نے خود اس کے اعلان کی ضرورت پائی ہے"

العجب ثم العجب! کہ خواجہ صاحب اور مولوی صاحب اپنے آپ کو اسلام کے مبلغ اور واعظ قرار دیتے ہیں - لیکن اس جرأت اور دلیری کا جو ایک عام مومن اور مسلمان کا بھی خاصہ ہے - ان میں شائبہ بھی نہیں پایا جاتا - اسکی کیا وجہ ہے - یہی کہ انہوں نے اپنی ضمیر کو دوسروں کے ہاتھ فروخت کر دیا - اور احمدیت کو اپنے لئے باعث ننگ اور عار سمجھنے لگے - ورنہ جب یہی شیر حسین یہ اعلان کر سکتا ہے کہ :-

"میں حنفی مسلمان ہوں - اور یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ امام ابو حنیفہ بے نظیر مجتہد و مقنن تھے - اور ان سے بڑھ کر کوئی نہیں ہوا"

تو کیا اگر خواجہ صاحب اور مولوی صدرالدین صاحب بھی اپنی احمدیت کا اظہار کر دیتے - تو کوئی انہیں ہلاک کر دیتا - نہیں ہاں شیر حسین اور ان میں ایک بہت بڑا فرق ہے - اور وہ یہ کہ انہوں نے عوام الناس سے مالی امداد حاصل کرنی ہے - اور شیر حسین اس سے بے نیاز ہے - لیکن یہ کس قدر کمزوری اور اپنے اعتقادات کو نامعقول سمجھنے کی علامت ہے - ان لوگوں کا یہی طریق عمل انہیں احمدیت سے خارج کرنے کے لئے کافی تھا - لیکن اس سے بڑھ کر وہ اپنے احمدی نہ ہونے کا اس طرح ثبوت دے رہے ہیں کہ دوسروں کے پیچھے نمازیں پڑھتے ہیں - چنانچہ اسی مضمون نویس نے جاپان کا بڑا حامی اور مداح ہے - لکھا ہے کہ :-

"یہاں مصر و ایران و عرب و ترک - حنبلی - شافعی - شیعی اور مالکی سب ہیں - مگر سب کسی طرح تفریق ہونے کے روادار نہیں ہوتے - اور علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب اسلام میں ہرگز عیسائیوں کی طرح تفرقہ بازی نہیں کہ ایک دوسرے کو کافر کہتا ہو - یا ایک دوسرے کے پیچھے نماز وغیرہ نہ پڑھتا ہو"

اس سے پتہ لگتا ہے کہ وہاں جسقدر لوگ رہتے ہیں خواہ وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں - ایک دوسرے کے پیچھے نماز پڑھ لیتے ہیں - شیر حسین صاحب کو یہ لکھنے کی کیوں ضرورت پڑی - صرف اس لئے کہ خواجہ صاحب و مولوی صدرالدین کی نسبت بتائے - کہ وہ بھی دوسروں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں ؛

اس سے دیکھ لو - کہ ان لوگوں کی احمدیت کہاں رہی - کیا انہیں معلوم نہیں کہ احمدی وہی ہوتا ہے - جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سارے احکام کو قبول کرے - ضرور ہے - پھر کیا انہیں یہ علم نہیں - کہ حضرت مسیح موعود نے بڑے زور کے ساتھ اپنی جماعت کے آدمی کے سوا کسی اور کے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا ہوا ہے - بیشک علم ہے پھر جب وہ صریح طور پر آپ کے حکم کو پس پشت ڈال رہے ہیں اور دوسروں کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں - تو احمدی کس طرح ہوئے - حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی طرف سے نہیں بلکہ خدا کی طرف سے حکم پا کر غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا ہے - اس لئے جو شخص اسکے خلاف کرتا ہے وہ نہ صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کے خلاف کرتا ہے - بلکہ خدا تعالےٰ کے بھی خلاف کرتا ہے اور اگر وہ اس حکم کو خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں سمجھتا - تو گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جھوٹا قرار دیتا ہے کیونکہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے - تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے - کہ کسی مکفر یا مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو - بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو - جو تم میں سے ہو - اسی کی طرف حدیث بخاری کے ایک پہلو میں اشارہ ہے کہ اما مکم منکم - یعنی جب مسیح نازل ہوگا - تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعوے اسلام کرتے ہیں - بکلی ترک کرنا پڑیگا - اور تمہارا امام تم میں سے ہوگا - پس تم ایسا ہی کرو - کیا تم چاہتے ہو - کہ خدا کا الزام تمہارے سر پر ہو - اور تمہارے عمل حبط ہو جائیں - اور تمہیں کچھ خبر نہ ہو - جو شخص مجھے دل سے قبول کرتا ہے - وہ دل سے اطاعت بھی کرتا ہے - اور ہر ایک حال میں مجھے حکم ٹھہراتا ہے اور ہر ایک تنازع کا مجھ سے فیصلہ چاہتا ہے - مگر جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا - اس میں تم نخوت اور خود پسندی اور خود اختیاری پاؤ گے - پس جانو کہ وہ مجھ میں سے نہیں ہے - کیونکہ وہ میری باتوں کو جو مجھے خدا سے ملی ہیں - عزت سے نہیں دیکھتا - اسلئے آسمان پر اسکی عزت نہیں"

کیا ایسے صاف حکم کے ہوتے ہوئے کوئی ایسا شخص کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے کو جائز اور روا قرار دے سکتا ہے - جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا کا راستباز اور برگزیدہ انسان سمجھتا ہو - ہرگز نہیں ؛

پس وہ شخص جو کسی غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ احمدی نہیں ہے - کیونکہ حضرت مسیح موعود نے کھلے طور پر فرما دیا ہے کہ "جو شخص مجھے دل سے قبول نہیں کرتا - اس میں تم نخوت اور خود پسندی پاؤ گے - پس جانو کہ وہ مجھ سے نہیں ہے"

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس فتویٰ کے مطابق اب نہایت آسانی سے فیصلہ ہو جاتا ہے - کہ ووکنگ مشن میں کام کرنے والے لوگ کہاں تک حضرت مسیح موعودؑ کو دل سے قبول کر رہے - اور آپ کی باتوں کو مان رہے ہیں اور احمدیت سے کہاں تک ان کا تعلق ہے ؛

حق کبھی باطل نہیں ہوتا

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ایک خطبہ جمعہ

اور اُسپر اعتراضات کے جواب

نمبر (۱)

اگر کسی زمانہ میں عُجب اور غرور تکبر اور انانیت باعث افتخار اور موجب فضیلت ہو سکتی - تو آج بھی ایسے لوگوں کی جو اس میں یدطولیٰ رکھتے ہیں - خاص قدر اور منزلت کی جاتی - لیکن جس طرح اس قسم کے لوگ پہلے نفرین اور ملامت کا نشانہ بنتے اور ذلت و رسوائی کا شکار ہوتے رہے ہیں - اب بھی ان سے یہی سلوک ہو رہا ہے - اور جب تک صفحۂ دنیا پر عقل و خرد علم و فہم کا مادہ باقی رہے گا - ان سے اسی طرح ہوتا رہیگا

موجودہ دنیا کی ابتدا جب سے ہمیں معلوم ہوتی ہو اسی وقت سے ہمیں یہ بھی پتہ لگتا ہے - کہ مقدس اور بزرگ انسانوں کے مقابلہ میں ہمیشہ سے ایسی ہی ہستیاں سر اٹھاتی رہی ہیں - جن میں تکبر اور انانیت کا ناپاک مادہ پایا جاتا رہا ہے اور یہ حقیقت ایسی ثابت شدہ اور مبرہن ہے - کہ اس کے خلاف کوئی ایک نظیر بھی تو پیش نہیں کی جا سکتی - بلکہ ہر زمانہ میں اسکی تائید ہی ہوتی رہی ہے - اور موجودہ زمانہ بھی اس سے خالی نہیں۔

اس زمانہ میں خدا تعالےٰ نے اپنے اس موعود نبی کو بھیجا - جس کی آمد کی خبر تمام پہلے انبیاء دیتے آئے تھے - اور جس کو تمام انبیاء کے سردار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سلام پہنچایا تھا - اسکے آنے پر دیکھ لو - کن لوگوں - نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی - اور اس کی تخریب کے درپے ہوئے وہی جو اپنے نفس کے ناپاک بندھنوں میں پھنسے ہوئے اور عُجب اور خود پسندی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے ورنہ کیا خدا نے اپنے اس فرستادہ کی صداقت کو ظاہر و باہر کرنے کے لئے نشان دکھلانے میں کوئی کمی کی کہ بدبخت لوگوں نے آمنا و صدقنا کہنے کی بجائے ایذا دہی اور ضرر رسانی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نکیا - ؎

آسماں بارد نشان الوقت میگوید زمین

کا نظارہ دُنیا کے پیش نظر تھا - لیکن آہ ! تھوڑے تھے جنھوں نے حقیقی فائدہ اٹھایا - اور بہت تھے - جو انا خیر منہ کہتے ہوئے خائب و خاسر ہو گئے ٭

یہی لوگ کچھ کم نہ تھے - کہ ان میں کچھ ایسے لوگ بھی جا ملے جنھوں نے یا تو خدا تعالےٰ کے اس فرستادہ کو مان کر اپنی نفسانیت کی پُورے طور پر اصلاح نہ کی تھی یا جن میں رعونت اور استکبار کا مادہ ان کی بدبختی کی وجہ سے بعد میں پیدا ہو گیا تھا - چونکہ خدا تعالےٰ کو منظور نہ تھا - کہ اسکی پاک جماعت میں ایسے ناپاک مریض بھی شامل رہیں - اس لئے اس نے خلافت ثانیہ کے زمانہ مفارقت میں ان کو الگ کر دیا ہماری جماعت کے وہ اصحاب جو اس تفریق کی نسبت ابتدا سے واقفیت رکھتے ہیں - خوب جانتے ہیں - کہ ان لوگوں کے جماعت احمدیہ سے جُدا ہونے کی اصل وجہ کیا تھی - ان میں سے اس شخص نے جو امارت کی کرسی پر متمکن ہے - حضرت خلیفۃ المسیح اول کی وفات کے دوسرے ہی دن ایک خاص مجمع میں اور پھر خانۂ خدا میں کھڑے ہو کر کہا تھا کہ مجھے اگر قادیان میں جاروب کشی کی خدمت بھی سپرد کی جائے - تو میں اسکو اپنے لئے باعث فخر سمجھونگا - لیکن چند ہی دن کے بعد اس نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا - کہ یہ صرف اس کے منہ کی باتیں تھیں - اور وہ اپنی خواہشات کے مقابلہ میں کسی بڑے سے بڑے قول و اقرار کی بھی پروا کرنے کے لئے تیار نہیں تھا - اگر اس کے عُجب اور تکبر کے کیڑے کو حسب مرضی خوراک ملجاتی - تب تو وہ اسکو اپنی سعادت سمجھتا - لیکن جب اُسے اس میں ناکامی ہوئی - تو اُس نے اپنے سب مجاہدات کو قلم زن کر دیا - پس جن لوگوں کے امیر اور لیڈر کی یہ حالت ہو - انکی نسبت نہایت آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے - کہ وہ خود کس قماش کے ہونگے

اس وقت تک ان لوگوں کی طرف سے حق کی مخالفت اور اپنی انانیت کے اظہار میں جو کچھ کیا گیا ہے - وہ اظہر من الشمس ہے کوئی دن نہیں جاتا - کہ وہ اپنے دل دوز فقروں سے ہزارہا بندگان خدا کے دلوں کو مجروح نہیں کرتے - اور کوئی گھڑی نہیں گذرتی - کہ ان کی زبان ہے لگام سے خدا تعالےٰ کے بنائے ہوئے خلیفہ کی شان میں گستاخی اور بے ادبی نہیں کی جاتی - اور اسی میں انھوں نے اپنی کامیابی اور بہرہ مندی سمجھ رکھی ہے - لیکن تمام واقعات اسبات کا نہایت عمدگی سے فیصلہ کر سکتے ہیں کہ آیا وہ کامیاب ہو رہے ہیں یا دن بدن قعر مذلت میں گر رہے ہیں ٭

اس وقت ہمارے پیش نظر پیام صلح کے وہ پرچے ہیں جن میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس خطبہ جمعہ پر جو ۱۰ اکتوبر کے الفضل میں شائع ہوا ہے - جرح کیگئی ہے - اور نہایت بے باکی اور رعونت سے لکھا گیا ہے کہ یہ خطبہ جمعہ

"بلحاظ مضامین اور مباحث علمیہ کے نہایت رکیک خیالات اور قرآنی تحریفات سے پُر ہے - بلکہ یوں کہنا چاہیئے - کہ میاں صاحب نے اس میں نہایت بیدردی کے ساتھ علوم اسلامی کی گردن پر کند چھری چلا کر اور خود مسیح موعود پر حملہ آور ہو کر اپنے علم و فضل کا پردہ فاش کیا ہے نہ صرف یہی بلکہ جابجا جھوٹ - ناجائز تعلیوں اور بیجا بہتانات سے کام لیکر اپنے اخلاق کا بھی نمونہ دکھایا ہے اور یوں موجودہ قادیانی معتقدات کو باطل آرائیوں سے سہارا دینے کی ناکام کوشش میں حد درجہ کا زور لگا دیا ہے"

ہم اس تمام بدزبانی اور حد درجہ کے کمینہ پن کو حوالہ بخدا کرتے ہوئے اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی بجائے ان لوگوں کی اس اخلاقی موت پر صرف رنج اور افسوس کے آنسو بہانے پر اکتفاء کرتے ہیں - اور نہیں چاہتے کہ وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم کے مطابق اپنے جائز حق کو ہی کام میں لائیں - بلکہ صبر کرتے ہیں - کیونکہ ولئن صبرتم لھو خیر للصبرین کا ارشاد خداوندی ہمارے سامنے ہے - البتہ باطل آرائی کا قلع قمع کرنا چاہتے ہیں - کہ یہی ہر ایک مومن اور مسلم کا فرض اولین ہے - وباللہ التوفیق ٭

معترض نے سب سے پہلے جس بات پر اپنی قوت معاندانہ کے جوہر دکھلائے ہیں - وہ یہ ہے - کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے اخویم محمد عثمان صاحب کو ایک خط میں جو یہ لکھا تھا کہ :-

"نبوت کے متعلق میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سب احمدی حضرت مسیح موعود کو نبی ظلی ہی مانتے ہیں۔ لیکن چونکہ حضرت صاحب کے درجہ کو اسوقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے۔ اسلئے مصلحت وقت مجبور کرتی ہے۔ کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے۔ ورنہ اسطرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا۔ نہ اس لئے کہ آپ نبی نہ تھے۔ بلکہ اس لئے کہ ایسا نہو کہ کچھ مدت بعد بعض لوگ اس نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں"

اس عبارت میں سے صرف یہ دو فقرے لے کر کہ "ایسا نہ ہو کہ کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں"۔ اور "اس لئے نبی کے لفظ کا استعمال میں خود بھی پسند نہیں کرتا"

معترض نتیجہ نکالتا ہے۔ کہ

"اس عبارت سے سوائے اس کے اور کیا نتیجہ نکل سکتا ہے کہ جن دونوں میاں صاحب نے اسے چند روزہ بات قرار دیا تھا۔ اس وقت حضرت مسیح موعود کو واقعہ میں نبی نہ سمجھتے ہونگے"

لیکن اصل عبارت کو پڑھنے سے ناظرین کرام اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ نتیجہ کس قدر تحریف کو کام میں لاکر نکالا گیا ہے۔ اور یہ لوگ اپنا مطلب نکالنے کے لئے کسطرح دھوکہ دہی اور فریب کاری کو اپنے لئے جائز اور روا قرار دے لیتے ہیں۔ اصل عبارت تو یہ ہے کہ:-

"اسطرح لفظ نبی کے استعمال کو میں خود بھی پسند نہیں کرتا نہ **اسلئے کہ آپ نبی نہ تھے** بلکہ اس لئے کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ مدت بعد بعض لوگ اس سے نبوت مستقلہ کا مفہوم نکال لیں"

لیکن معترض "نہ اس لئے کہ آپ نبی نہ تھے" کے الفاظ کو تو ہضم کر جاتا ہے۔ اور باقی الفاظ لکھ دیتا ہے۔ جو بعینہ ایسی مثال ہے کہ کوئی لا تقربوا الصلوٰۃ کہہ کر قرآن کریم سے نماز نہ پڑھنے کا فتویٰ تو پیش کر دے اور انتم سکرٰی کو بالکل چھوڑ دے۔ لیکن کیا یہ فعل کسی عقلمند اور دانا کے نزدیک پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ اور اس بات کو ماننے کے لئے کوئی تیار ہو سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح ہر ایک سمجھدار اس معترض کے اخذ کردہ نتیجہ کو بھی نہایت نفرت اور حقارت سے ٹھکرا دیگا۔ کیونکہ اس نے بھی تحریف سے کام لیکر اسے اُلو سیدھا کرنا چاہا ہے۔

اب رہی یہ بات کہ اس خط میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے جو یہ لکھا ہے کہ:-

"مصلحت وقت مجبور کرتی ہے کہ آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کیا جائے"

تو اس مصلحت وقت کی آپ نے ساتھ ہی تشریح بھی فرما دی اور وہ یہ کہ:-

"حضرت صاحب کے درجہ کو اس وقت بہت گھٹا کر لکھا جاتا ہے"

پس جب تک ایسے بدبخت اور کمینہ خصلت لوگ صفحۂ دنیا پر موجود رہینگے۔ جو خدا تعالےٰ کے عظیم الشان نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو گھٹانے کے جرم کے مرتکب ہوتے رہینگے۔ اُسی وقت تک مصلحت وقت ہمیں مجبور کرتی رہیگی کہ ہم آپ کے اصل درجہ سے جماعت کو آگاہ کرتے رہیں۔ کیا ایسے لوگ صفحۂ دنیا سے نابود ہو گئے یا ان کا نام و نشان مٹ گیا۔ کہ ہمارے لئے مصلحت وقت کی میعاد ختم ہو گئی ہے۔ اگر نہیں اور واقعہ میں نہیں۔ تو پھر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے خطبہ جمعہ سے یہ الفاظ نقل کر کے کہ:-

"ہم بھی نبی کا لفظ آپ کے متعلق بولنا اس لئے نہیں چھوڑ سکتے۔ کہ واقعہ میں آپ نبی تھے۔ اگر آپ واقعہ میں نبی نہ ہوتے۔ بلکہ یونہی آپ کو نبی کہا جاتا۔ تو ہم آپ کو نبی کہنا چھوڑ دیتے"

یہ کسطرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کے ان الفاظ اور اس خط کے الفاظ میں تضاد ہے۔ پھر جبکہ ساتھ ہی حضرت خلیفۃ المسیح نے یہ بھی فرما دیا ہے کہ:-

"اب تو ہم نے یہ بھی دیکھ لیا ہے کہ نبی کا لفظ نہ استعمال کرنے کی وجہ سے بعض لوگوں کو آپ کے متعلق دھوکہ لگ گیا ہے۔ اس لئے بھی اس کا استعمال کرتے ہیں۔ ہاں ساتھ ہی تشریح بھی کر دیتے ہیں تاکہ لوگوں کے غلط خیال کی اصلاح ہو جائے"

پس یہ بالکل غلط ہے۔ کہ حضرت خلیفہ ثانی کی ان دونوں تحریروں میں اختلاف ہے۔ نہ ہی ضرورت ابتک باقی ہے جو پہلے تھی اسلئے ہمارا فرض ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نبی ہونے کو دنیا کے سامنے پیش کریں۔ ہاں جیسا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کے مندرجہ بالا الفاظ بھی بتا رہے ہیں۔ ہم یہ ضروری سمجھتے ہیں کہ ساتھ ہی تشریح بھی کر دیں۔ تاکہ اس سے نبوت مستقلہ یعنی صاحب شریعت اور بلاواسطہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونا نہ سمجھ لیا جائے۔ چنانچہ اسی خطبہ جمعہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نبوت کے متعلق مندرجہ ذیل الفاظ موجود ہیں کہ:-

"ہم اعلان کرتے ہیں کہ ہم حضرت مرزا صاحب کو ہرگز ہرگز ایسا نبی نہیں مانتے۔ نہ وہ کوئی شریعت لائے۔ نہ انہوں نے احکام شریعت سابقہ منسوخ کئے نہ وہ ایسے ہیں کہ نبی سابق کی اُمت کہلائیں نہ وہ براہ راست بغیر افاضہ کسی نبی سابق کے نبوت پانے والے ہیں"

یہ تشریحات اس خطرہ کے لئے پیش بندی اور علاج ہیں۔ جو خط میں حضرت خلیفۃ المسیح نے ظاہر فرمایا ہے۔ پھر کسطرح کہا جا سکتا ہے کہ آپ کے خطبہ جمعہ اور اس خط میں تضاد ہے۔ لیکن کیا کہا جائے ان لوگوں کو جن کی سمجھ اور عقل پر بغض و عداوت نے پردہ ڈال رکھا ہے۔ جو صاف اور سیدھی بات کی قطع و برید کر کے کچھ کا کچھ بنا دینے کو اپنی قابلیت اور لیاقت سمجھے بیٹھے ہیں۔

شیعوں کے رسالہ "اصلاح" کی اصلاح

گذشتہ سے پیوستہ

رسول کا کام رسول کا اصلی کام قرآن نے یہ بتایا ہے یتلوا علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ۔ تلاوت آیات اللہ۔ تزکیہ نفوس۔ کتاب اللہ کا سکھانا۔ مضبوط دلائل بتانا۔ حکومت حاصل کرنا۔ اور کسی باامن سلطنت کو ٹکڑے ٹکڑے کرنا اسکے کاموں میں سے کوئی کام نہیں۔ دنیا میں جب ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو لوگوں کے ایمان عقائد اور اعمال پر حملہ کریں۔ اس وقت نبی کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب جان۔ مال اور عزت پر حملہ کرنے والے پیدا ہو جائیں ملکی نظام قائم رکھنے کے لئے حکومت اور بادشاہت کی ضرورت ہوتی ہے جیسا کہ آیت مذکورہ اذن للذین یقاتلون بانہم ظلموا سے ثابت ہے پس جب اس زمانہ میں ہر طرح کا امن قائم ہے اور مذہبی اشاعت کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کسی قسم کی رکاوٹ نہیں۔ بلکہ کئی قسم کی سہولتیں اور آرام حاصل ہیں تو حضرت مرزا صاحب کو ان تبروھم وتقسطوا الیہم کے خلاف کرنے کی کیا ضرورت تھی۔

حکومت سے روحانیت کمزور ہو جاتی ہے یہ ایک تجربہ شدہ بات ہے کہ جب کسی قوم میں حکومت آجاتی ہے تو اسمیں بہت جلد مذہبی کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ اور جو آرام طلب ہو کر اعمال میں سست اور خدا تعالے کو جلد بھول جاتی ہے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اور اپنے خلفاء کے زمانے کو حکومت کے نام سے موسوم نہیں کرتے چنانچہ فرماتے ہیں الخلافۃ ثلثون سنۃ ثم یکون ملکا۔ کہ میرے زمانہ سے تیس سال بعد خلافت نہیں رہے گی۔ بلکہ حکومت شروع ہو جائیگی انبیاء نے جب کبھی تلوار چلائی ہے اور اس بوجھ کو اپنے سر پر لیا ہے تو محض مجبوری کی وجہ سے نہ کہ اس لئے کہ وہ کسی سلطنت کے ماتحت نہیں رہ سکتے۔

پس ایڈیٹر اصلاح کسی ایک ہی نبی کی ایسی نظیر پیش کرے جس نے باوجود امن کے محض اس خیال سے ہجرت کی یا تلوار چلائی ہو۔ کہ وہ کسی بادشاہ کے ملکی قوانین پر جو امن عامہ کے قائم رکھنے کے لئے مقرر کئے گئے ہوں۔ اور جن سے واقعہ میں امن قائم رہتا ہو۔ ان پر چلنا نہیں چاہتا تھا۔ بلکہ جب کبھی مخالفت کی ابتدا ہوئی ہے حکومت کی طرف سے ہی ہوئی ہے اور وہ بھی انبیاء کے مذہبی اور روحانی تعلیم دینے کے باعث نہ کہ ان کے سیاسی معاملات میں مداخلت کرنے کی وجہ سے چنانچہ فرعون کے سردار بھی موسیٰ اور بنی اسرائیل کے متعلق یہ ہی شکایت کرتے ہیں اتذر موسیٰ وقومہ لیفسدوا فی الارض ویذرک والہتک کہ موسیٰ اور اسکی قوم جو تیرے معبودوں کی اتباع کرنے میں تیری اتباع نہیں کرتے اور ملک کا مذہب بگاڑنا چاہتے ہیں کیا تو انکو بغیر سزا دئے چھوڑ دیگا اور مدین والے بھی حضرت شعیب کو مذہبی مخالفت کی وجہ سے ہی یہ ڈانٹ بتاتے ہیں لنخرجنک یا شعیب والذین امنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا کہ شعیب تو ہمارا مذہب اختیار کر ورنہ ہم تجھ کو اور تیرے ساتھیوں کو جلاوطن کر دینگے۔

صلح حدیبیہ کا واقعہ بھی اس امر پر روشنی ڈالتا ہے کیونکہ باوجود مسلمانوں کی کافی تعداد کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کی سخت سے سخت شرائط کو جنہیں مسلمانوں کی بظاہر خفت اور ذلت تھی۔ قبول کر لیا منجملہ ان شرائط کے ایک شرط یہ تھی کہ اگر مسلمانوں میں سے کوئی آدمی کفار کے پاس آجائے۔ تو وہ واپس نہیں دیں گے اور اگر کفار میں سے کوئی آدمی مسلمان ہو کر مسلمانوں میں جا ملیگا تو رسول کریم اسے واپس کر دیں گے۔ چنانچہ جب شرائط طے ہو چکیں تو ایک مسلمان جس کو کفار نے زنجیروں میں سخت تکلیف کے ساتھ رکھا ہوا تھا کسطرح گرتا پڑتا آپ کے پاس آپہنچا۔ لیکن آپنے اس کو اپنے ساتھ لے جانے سے انکار کیا۔ حتی کہ وہ بھاگ کر مدینہ میں پہنچا۔ لیکن آپنے پھر بھی کفار کے حوالہ کر دیا اور کفار کے کہنے کے مطابق اس سال آپنے عمرہ بھی نہ کیا۔ جس کے لئے اتنی دور دراز کا سفر آپ نے اختیار کیا تھا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ آپ تو کفار مکہ کے ہر قانون کو جو خدا کے حکم کے خلاف نہ ہو تسلیم کرنے کے لئے تیار تھے۔ چاہے بظاہر ذلت ہی کیوں نہ ہو۔ نہ کہ آپکی غرض حکومت حاصل کرنا اور ملک کو قبضہ میں لانا تھی۔ لیکن آنحضرت کو خدا کی طرف سے یہ حکم تھا۔ کہ بلغ ما انزل الیک (کہ جو تیری طرف نازل کیا گیا ہے لوگوں تک پہنچا دے) اور کفار مکہ اس سے روکتے تھے آپکو نماز کا حکم تھا۔ وہ نماز میں آپ کو اور آپ کے متبعین کو طرح طرح کی ایذا رسانی کرتے تھے اور ہر قسم کی تکلیف اور دکھ دینے کے درپے رہتے تھے اسلئے آخر آنحضرت کو احکام الٰہی کی بجا آوری کے لئے ان کے علاقہ سے ہجرت کرنی پڑی۔ ورنہ ان کے انتظامی امور پر کاربند ہونے سے آپ کو کوئی عذر نہ تھا۔ بلکہ خدا اور رسول کا تو منشا ہی یہ تھا کہ امن قائم ہو۔ لیکن جب کفار نے کسی طرح امن قائم کرنا نہ چاہا۔ تو آپ کو حکم ہوا قاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا کہ جو تم سے لڑتے ہیں تم انہیں سے لڑو۔ مگر حد سے پھر بھی نہ بڑھو۔ کیا ہی صاف بات ہے خدا تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے عظیم الشان نبی کو یہ حکم نہیں دیتا کہ چونکہ تم نبی ہو اور نبی کسی حکومت کے ماتحت نہیں ہو سکتا اسلئے ان لوگوں سے ڈرو۔ اور ان کو تباہ کر دو۔ بلکہ فرماتا ہے کہ تم صرف انہی لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں۔ اور جو نہیں لڑتے ان سے لڑنے کی اجازت نہیں۔ ہاں جن لوگوں سے لڑنے کی اجازت ہے ان کے متعلق بھی یہ یاد رکھنا کہ ان پر کسی قسم کی زیادتی نہ کرنا۔ اللہ ایسا کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ ایڈیٹر اصلاح اس آیت پر غور کرے اور دیکھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کیا حکم ہوا

کیا اس کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلئے کفار کا مقابلہ کیا۔ کہ آپ ملک عرب کے بادشاہ ہوجائیں بادشاہت تو وہ لوگ اپنے منہ سے آپکو دیتے تھے۔ پھر کیا آزادی حاصل کرنے کے لئے آپنے لڑائیاں کیں۔ یا اسوقت امن و امان قائم تھا۔ جبکہ آپ کو لڑائی کی اجازت خدا تعالیٰ کی طرف سے ملی۔ ان باتوں میں کوئی بھی درست نہیں۔ آپنے مجبور اور سخت مجبور ہوکر مقابلہ کیا اور سخت بدامنی اور شر و فساد کے وقت کھڑے ہوئے اور پھر بھی اس بات کو مدنظر رکھا کہ دشمنان مال و جان عزت و آبرو پر کسی قسم کی زیادتی نہ ہونے پائے۔ اگر آپ کے زمانہ میں اس زمانہ کی طرح مذہبی آزادی اور امن ہوتا تو کیا کوئی عقلمند کہہ سکتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایک بھی لڑائی کرنی پڑتی ہرگز نہیں کیونکہ مسلمانوں کو تو لڑائی کی ابتدا کرنے کی اجازت ہی نہ تھی۔ چنانچہ ھم بدؤکم اول مرۃ سے صاف ثابت ہوتا ہے اور فرمایا وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للّٰہ کہ لڑتے رہو ان سے (جو تم سے لڑتے ہیں) یہانتک کہ فتنہ مٹ جائے اور دین اللہ کے لئے ہوجائے یعنی ان کفار نے جو یہ فتنہ برپا کر رکھا ہے کہ جو کوئی مسلمان ہوتا ہے اسکو قتل کرتے۔ اور ایذائیں دیتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو باوجود دین اسلام کو دل سے پسند کرنے کے انکے ظلم کے باعث اسلام میں داخل ہونے کی جرأت نہیں کرسکتے اور کفار میں بمجبوری شامل ہیں جبتک وہ اپنا دین خالص اللہ کے لیے نہ کرسکیں بندوں کا خوف ان کے دل سے مٹ نہ جائے اور اس بیجا ظلم سے جب تک وہ دست بردار نہ ہوں اسوقت تک برابر تم بھی انکا مقابلہ کرتے رہو۔ چنانچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح مذہبی آزادی اور امن قائم کرنے کے لئے کرنا پڑا۔ لیکن جب فتح مکہ کے بعد بہت حصہ اہل مکہ کا بخوشی اسلام لایا اور بہت سے ایسے تھے۔ جو

اسلام تو نہ لائے تھے مگر اس فتنہ سے دست بردار ہوگئے تھے اور نہ ہی ان کو اس وقت کسی مسلمان پر ظلم کرنے کی ہمت پڑ سکتی تھی بلکہ جنگ حنین میں اسلام کی تائید میں وہ اسلامی لشکر میں شامل ہوئے تو مسلمانوں کی طرف سے اُنپر کسی قسم کا جبر و اکراہ نہیں کیا گیا اور کسطرح کیا جاتا جبکہ خدا تعالےٰ نے فرمایا ہے لا اکراہ فی الدین اسی مذہبی آزادی کے نہ ہونے کے باعث تو آپکو جنگ کرنی پڑی تھی پھر کس طرح کسی غیر مذہب والے کو جبراً اسلام میں داخل کرسکتے تھے

پس ایڈیٹر اصلاح ہرگز کوئی ایسی نظیر پیش نہیں کرسکتا کہ کسی نبی نے بدامنی اور اس کے دینی فرائض کے روکے جانے کے سوا کسی اور وجہ سے اہل ملک یا کسی سلطنت سے مقابلہ کیا ہو۔ یا وہاں سے ہجرت کی ہو ستاں انبیاء کے مقابلہ یا ہجرت کی وجہ صرف بدامنی ہوتی تھی۔ لیکن حضرت مرزا صاحب کو جنگ یا ہجرت کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ جبکہ یہ وجہ آپ کے زمانہ میں پائی ہی نہیں جاتی۔ جس کا ایڈیٹر اصلاح کو بھی اقرار ہوگا البتہ اگر وہ گورنمنٹ برطانیہ کو ایک عادل اور منصف گورنمنٹ نہیں سمجھتا۔ حالانکہ ایسا سمجھنے کے لئے اسکے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے تو پھر وہ اعلان کردے اسکے بعد ہم انشاء اللہ اس بات کا کافی جواب دینگے کہ حضرت مرزا صاحب باوجود خدا تعالےٰ کے ایک عظیم الشان نبی ہونے کے کیوں گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ رہے اور کیوں آپنے نہ صرف اپنی جماعت کو بلکہ ایڈیٹر اصلاح ایسے خیالات رکھنے والے تمام لوگوں کو گورنمنٹ کی وفاداری اور خیرسگالی کی بڑے زور کے ساتھ تعلیم دی

ہم اپنے پاس اس بات کے لئے کافی سے بڑھکر دلائل اور براہین رکھتے ہیں کہ گورنمنٹ برطانیہ ایک ایسی عادل اور پرامن حکومت ہے کہ جس کی نظیر کسی پہلے نبی کے وقت کی حکومت میں نظر نہیں آتی اور یہ محض خدا تعالےٰ کا فضل اور

رحم ہے کہ اس نے حضرت مرزا صاحب کو ایسے ملک میں پیدا کیا۔ جس میں گورنمنٹ کے طفیل ہر قسم کا امن و امان قائم ہے اور بلا کسی محنت و مشقت کے اور بغیر کسی پریشانی اور سرگردانی کے امن جیسی نعمت جس کے انبیاء علیہم السلام متلاشی ہوتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود کو مل گئی۔ اور آپنے بڑے امن سے گھر بیٹھکر بدلائل نیرہ اسلام کو تمام ادیان پر غالب کر دکھایا۔ اور ہر مذہب کے عقلمندوں نے یقین کرلیا۔ کہ واقعہ میں مرزا صاحب فوقیت لے گئے تو پھر آپ کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ آپ مقابلہ یا ہجرت کرتے اور اصلی کام میں حرج ڈالتے۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے لا تفسدوا فی الارض بعد اصلاحھا کہ ملک میں امن قائم ہونے کے بعد کسی قسم کا شور و شر فساد اور بغاوت نہ کرو۔ اس تعلیم کے ہوتے ہوئے کس طرح ممکن تھا۔ کہ خدا کا نبی حضرت مسیح موعود خود ہی امن عامہ میں خلل انداز ہوتا۔ (باقی آیندہ)

فہرست نومبائعین

میاں میران بخش صاحب کنبن	ضلع گوجرانوالہ	میاں محمد عظیم صاحب	ضلع جھنگ
منشی محمد الدین "	ضلع گوجرانوالہ	صاحبزادی منشی عبدالغنی "	گورداسپور
محمد سلطان احمد "	سہارنپور	میاں نذیر علی "	"
پی کنیج گوپا صاحب ایجنٹ	مالابار	میاں غلام	پونچھ
اہلیہ بدرالدین صاحب	گورداسپور	سردار خاں "	گوجرانوالہ
اہلیہ سردار محمد "	"	نجیب علی شاہ قریشی	سیالکوٹ
میاں سراج دین "	گوجرانوالہ	میاں محمد یعقوب بخاری	منٹگمری
میاں صالح محمد صاحب	ملتان	شہاب دین صاحب جھینی	لدھیانہ
میاں محمد کاظم "	"	میاں الہ دین صاحب	سیالکوٹ
میاں محمد منیر "	"	اہلیہ صاحبہ عبدالرشید "	سہارنپور
اہلیہ صالح محمد "	"	میاں مولا بخش	جھنگ
سیف بیگ "	"	"	

خط و کتابت کرتے وقت احباب اپنی چِٹ کے نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں۔ کیونکہ بغیر نمبر کے نام کی تلاش میں بڑی دقت ہوتی ہے ورنہ عدم تعمیل کی شکایت معاف

ایک قومی مسئلہ کا حل

ہمارے رشتہ ناطہ کے تعلقات کی مشکلات

(نمبر ۱)

(از جناب حبیب الرحمٰن صاحب حاجی پوری)

مندرجہ ذیل مضمون اور اسی موضوع پر اور جس قدر مضامین احباب سلسلہ کے شائع ہوں گے۔ انہیں بطور مشورہ سمجھنا چاہیئے۔ اس نہایت ضروری قومی مسئلہ کے حل میں جس قدر مشکلات آتی رہتی ہیں۔ ان کے دُور کرنے کے متعلق مختلف احباب نے مختلف تجاویز پیش کی ہیں ان سب کو ہم بغیر اپنی طرف سے کسی قسم کی رائے ظاہر کرنے کے قوم کے سامنے پیش کرینگے۔ اور بعد میں انشاء اللہ خود بھی لکھیں گے۔ امید ہے کہ ہمارے وہ احباب جنہوں نے ابھی تک اس مسئلہ کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ اب ضرور اس بحث میں حصہ لینگے اور اپنی قیمتی رائوں سے ہمیں مطلع فرما دینگے ۔

(ایڈیٹر)

اخبار الفضل مورخہ ۱۴ اکتوبر ۱۹۱۶ء میں ایک مضمون زیر عنوان بالا شیخ یعقوب علی صاحب کی جانب سے شائع ہوا ہے ابتداء میں شیخصاحب نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات کو قوم کی ضروریات سے بے خبر بتلا کر جگانا چاہا ہے۔ اور ان کو اس طرف متوجہ کرنا چاہا ہے۔ جس طرف قافلہ سالار لے جانا چاہتا ہے۔ اس کے بعد قومی ترقی اور نسل انسانی کے بڑھنے پر ہمسایہ قوموں کے سوال پر توجہ دلائی ہے۔ اور پھر کسی قدر رشتہ ناطہ کی مشکلات تحریر فرما کر قوم کے اہل قلم اصحاب کو اس پر لکھنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور خود بھی آئندہ لکھنے کا وعدہ فرمایا ہے ۔

مجھے قابل ایڈیٹر اخبار الفضل کے اُس ریمارک سے جو مضمون مذکور پر کیا گیا ہے۔ بکلی اتفاق ہے۔ کہ شیخصاحب نے مضمون کو جن تمہیدی الفاظ سے شروع کیا ہے وہ بجا نہیں۔ سلسلہ احمدیہ کے اخبارات جن کی تعداد میں سے الحکم اور بدر بند ہو چکے ہیں۔ اب جو باقی ہیں وہ اپنی بساط کے موافق وہ کام کر رہے ہیں۔ کہ کوئی اعتراض کی جگہ باقی نہیں رہتی۔ بلکہ قابل شکور یہ ہے۔ "الفضل" عجیب و غریب اور مفید مضامین کا مجموعہ ہوتا ہے۔ اس سے سلسلہ کی تبلیغ کو بہت بڑا فائدہ پہنچا۔ اور پہنچ رہا ہے۔ پھر باوجود ان مشکلات کے جو جنگ کی وجہ سے در پیش ہیں۔ جسطرح یہ اخبار باقاعدہ شائع ہوتا ہے۔ سلسلہ کے اخبارات میں اسکی نظیر یہ خود ہی ہے۔ جو شخص اس کا باقاعدہ مطالعہ کرتا ہے۔ وہ خواہ دنیا کے کسی حصہ میں ہو۔ سلسلہ کے حالات سے کماحقہ واقفیت حاصل کر لیتا ہے۔ اور اس میں اسقدر مضامین درج ہوتے ہیں کہ ان کا بار بس یہی اُٹھا سکتا ہے۔ اور مضامین بھی وہ جو نہایت قابلیت سے لکھے جاتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ اس اخبار کا ایک ایک حرف مفید اور کار آمد ثابت ہو رہا ہے۔ اب اس پر تعجب کرنا اور قوم کی معلومات سے بیخبری ظاہر کرنا اس مضمون کے پڑھنے والوں کو تعجب میں ڈالتا ہے۔ الفضل نے بڑا کام کیا اور کر رہا ہے۔ قوم کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو الفضل نے ہی خدا کے فضل سے سہارا دیا ہے۔ ورنہ نہ معلوم اس قوم کی جسکو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنایا تھا۔ کیا حالت ہوتی یہ خدا تعالےٰ کا ہی فضل ہے۔ کہ اُس نے حضرت فضل عمر کے ہاتھ سے الفضل کا پودہ لگا دیا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ شیخ صاحب کو الفضل کے پڑھنے کا بہت کم اتفاق ہوتا ہے، کیونکہ مضمون زیر بحث سے بھی یہ قابل قدر اخبار خالی نہیں رہتا۔ اور جسقدر اس کا فرض ہے وہ اسکو برابر ادا کرتا رہتا ہے۔ ضروریات رشتہ کے نوٹس اکثر اخبار میں شائع ہوتے ہیں۔ جو رشتہ اور نکاح ہو جاتے ہیں۔ انکی اطلاع بھی ہوتی رہتی ہے۔ اس سے اسکی غرض اعلان نہیں۔ اور نہ جگہ پُر کرنے کے واسطے لکھا جاتا ہے۔ بلکہ یہ بجائے خود ایک بڑا مضمون ہے۔ جس سے احمدیوں کو اس طرف مائل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ اور پھر جو خطبہ حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ پڑھتے ہیں وہ بھی اخبار میں اسی واسطے شائع ہوتا ہے۔ کہ احمدیوں کو اس طرف رغبت ہو۔ اخبار نور بھی کچھ نہ کچھ اس مضمون پر لکھتا رہتا ہے۔ مگر وہ جس دھن میں لگا ہوا ہے۔ اچھی اور کار آمد دھن ہے ۔

اسکے بعد شیخ صاحب نے ہمسایہ قوموں کے اس سوال کو جتلایا ہے، کہ "ہماری آبادی کیوں کم ہو رہی ہے" اور اپنے خیالات کو لیکر فرانس میں پہنچ گئے ہیں۔ مگر یہ سب کچھ جو لکھا گیا خارج از بحث ہے۔ اور نہ اس کا ہمارے سلسلہ اور قوم سے کچھ تعلق ہے۔ کیونکہ کوئی احمدی یہ نہیں کہتا کہ میں نکاح کرنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ اسکے نکاح کرنے میں مشکلات حائل ہیں۔ جن کو دُور کرنے کی کوشش کرنا چاہیئے ۔

دراصل بات یہ ہے جو اس مضمون کی جان ہے، کہ احمدیوں کو احمدیوں ہی میں شادی کرنی ضروری ہے۔ اور ایسا کرنے کے واسطے بہت سے مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ بفضلہ تعالیٰ میں سلسلہ احمدیہ میں ابتداء سے داخل ہوں۔ اور مجھے سلسلہ کے بہت سے حالات سے واقفیت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب سب سے پہلے حکم دیا۔ کہ احمدی اپنی لڑکیاں غیر احمدیوں کے عقد میں نہ دیں۔ بلکہ احمدیوں ہی کے ساتھ ان کا عقد ہو تو جس شخص نے سب سے پہلے یہ تجویز پیش کی کہ ایک رجسٹر ہونا چاہیئے۔ جس میں قابل شادی مرد و عورتوں کے نام درج ہوں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام جس کا جس کے ساتھ نکاح کرنا چاہیں کر دیں۔ اتفاق سے اُسی کی لڑکی کا عقد ایک احمدی سے آپ نے کرنا چاہا۔ لیکن وہ کب جانتا تھا کہ سب سے پہلے میں ہی امتحان میں ڈالا جاؤں گا۔ اور ناکام رہونگا۔ اس نے منظور نہ کیا۔ اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرما کر (ابھی قوم کی حالت اس حد تک نہیں پہونچی) اس تجویز کو مسترد کر دیا اسکے بعد آپ نے قوم کے اس معاملہ میں مداخلت نہیں فرمائی البتہ قوم کو اس طرف متوجہ فرماتے رہے۔ اور قوم نے بھی اس طرف قدم بڑھایا۔ البتہ جو ارادہ رجسٹر بنوانے کا تھا اس کو آپ نے ملتوی فرما دیا ۔

جہاں یہ مسئلہ مشہور عام ہے۔ اور احمدیوں کے عقائد میں داخل کہ غیر احمدی امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ وہاں یہ مسئلہ بھی داخل عقیدہ ہے کہ احمدی لڑکی کا عقد غیر احمدی سے نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر ایک احمدی کے دل اور دماغ میں یہ مسئلہ موجود ہے۔ اور یقیناً کوئی احمدی اس سے بے خبر نہیں۔ بلکہ غیر احمدی بھی اس کو جانتے ہیں۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح مدظلہ بھی آئے دن اس پر فرماتے رہتے ہیں جو کہ اخبار میں شائع ہوتا رہتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ اس مسئلہ کے

سے اجبر ا و احمدی اپنی سابقہ برادری سے بالکل علیحدہ ہو گئے۔ اور جس نے اسپر عمل کیا۔ اس کا اپنی برادری سے کوئی تعلق نہ رہا۔ اسلئے اسکو بحالات موجودہ اپنی اور اپنی اولاد کے لئے ضرور مشکلات کا سامنا ہوتا ہے۔ مگر آج سے ۲۰ بیس سال قبل جس قدر دقتیں تھیں۔ خدا کے فضل سے آج نہیں ہیں۔ گو بوجہ اس کے کہ قوم کی تعداد پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لئے کثرت ضروریات بڑھ گئی ہیں۔ مگر جو حجاب پہلے تھا۔ وہ اب نہیں رہا ؁

یہی نماز۔ نماز جنازہ اور عقد کے مسائل ہیں۔ جنہوں نے ہمارے وہمی اور دنیادارانہ خیالات کے بھائیوں کو لاہور پہنچا دیا۔ اور اس طرح وہ ہم سے علیحدہ اور بے تعلق ہو گئے ہیں۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو ان مسائل کی پیروی کے قابل نہ بنا سکے یہی وہ مسائل ہیں۔ جو ایک پختہ ایمان والے احمدی کو دوسروں سے ممتاز کرتے ہیں۔ اگر یہ مسائل نہ ہوتے تو آج تمام رطب و یابس قوم میں داخل ہو کر سلسلہ کو اصلی حالت پر نہ رہنے دیتا ؁

گو یہ کام نیا نہیں۔ بلکہ وہی ہے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے شروع کیا تھا۔ مگر زمانہ کی حالت نے اس کو بالکل نیا بنا دیا۔ اور اسی واسطے بانی سلسلہ کو بارگاہ حضرت احدیت سے نبوت کا خطاب ملا۔ نئے کام میں ہمیشہ مشکلات ہوا کرتے ہیں۔ اور اسی واسطے سلسلہ کی اشاعت میں جسقدر مشکلات پیش آتی رہیں۔ اس سے بزرگان قوم خوب واقف ہیں۔ ان مشکلات کا ہونا لازمی تھا لیکن متقی آخر کار بفضلہ تعالےٰ اس امتحان سے بھی گذر کر کامیاب ہوتے ہیں ؁

انشاء اللہ تعالےٰ میں اگلے نمبر میں بتلاؤں گا۔ کہ اس میں کونسی مشکلات ہیں۔ اور ان کا انسداد کسطرح ممکن ہے۔ وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم ؁

"سرپرستان الفضل"

کو الفضل کی مالی امداد اور اشاعت کے لئے خاص کوشش اور سعی فرمانی چاہیئے تاکہ موجودہ قحط سالی کے ایام میں اخبار کو مشکلات کا سامنا نہو۔ اور عمدگی سے قوم کی خدمت کر سکے۔ خاکسار منیجر

اُمّتِ محمدیہ میں نبی

(از جناب قبلہ میر ناصر نواب صاحب)

الحمد للہ رب العٰلمین ۔ الرحمٰن الرحیم ۔ مالک یوم الدین ۔ ایاک نعبد وایاک نستعین ۔ اھدنا الصراط المستقیم ۔ صراط الذین انعمت علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین ۔ آمین

انعمت علیہم کے چار درجے ہیں (۱) نبی (۲) صدیق ۔ (۳) شہید (۴) صالح ۔ غیر احمدی اور ان کے بھائی غیر مبائعین کہتے ہیں کہ اُمّت محمدی میں سے تین درجے کے لوگ ہوئے ۔ اور ہونگے یعنے صدیق ۔ شہید اور صالح ۔ لیکن نبی نہ کوئی ہوا ۔ اور نہ قیامت تک ہوگا ۔ مگر اللہ تعالےٰ اور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس کے برخلاف فرماتے ہیں ۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس ۔ اے اُمّت محمدی کے لوگو تم جماعت خیر ہو ۔ تمہیں لوگوں کی بھلائی کے لئے ہمنے پیدا کیا ہے ۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میری اُمّت گذشتہ ستر اُمّتوں کی متمم اور مکمل ہے ۔ اور بموجب قرآن و حدیث کے یہ اُمّت بنی اسرائیل سے اور جماعت موسیٰ علیہ السلام سے مشابہ ہے ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مثیل موسیٰ ہیں ۔ اور قرآن شریف تورات شریف سے مشابہ ہے ۔ دونوں کتابوں میں احکام شریعت ہیں ۔ آخری نبی بنی اسرائیل کا یعنے حضرت عیسےٰ اور آخری خلیفہ اس اُمّت کا جو چودہویں صدی کا مجدد اعظم ہے ۔ مثیل عیسیٰ ہے ۔ لیکن موسیٰ سے مثیل موسیٰ افضل و اعلےٰ اور تورات سے قرآن شریف بہتر اُمّت موسیٰ و بنی اسرائیل سے اُمّت محمدی بلند پایہ اور محمدی عیسےٰ موسوی عیسیٰ مسیح ناصری سے ہر طرح بہتر و برتر ۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے الہاموں میں صاف آپ کی بزرگی مسیح ناصری پر پائی جاتی ہے ۔ اگر اس اُمّت میں نبی نہ ہو ۔ تو یہ خیر اُمّت کسطرح ہوئی ۔ اور اگر اس اُمّت میں کوئی رسول نہ ہو ۔ تو یہ اُمّت ستر اُمّتوں کی مکمل اور متمم کس طرح ہوئی ۔ اب ہم غیر احمدیوں اور غیر مبائعین کی بات مانیں ۔ یا اللہ اور اسکے رسول کے احکام کو تسلیم کریں ۔ ہم اللہ اور رسول کو ان یہودی ملاؤں اور سرکش غیر مبائعین کے کہنے سے نہیں چھوڑ سکتے ۔ لہذا ضرور ہے ۔ کہ اس اُمّت میں کوئی رسول ہو ۔ اور وہ ہمارے مسیح و مہدی علیہ السلام ہیں ۔ جن کو اللہ تعالےٰ نے رسول کا خطاب دیا اور رسول اللہ نے رسول فرمایا ۔ معمولی دو شخصوں کی گواہی پر خون کے مقدمات فیصل ہو جاتے ہیں ۔ یہاں تو اللہ تعالےٰ اور اس کا رسول گواہ ہیں ۔ جن کے مقابلہ میں لاکھ ملا بھی پر پشہ کے برابر قدر نہیں رکھتے ۔ پھر ہمارے امام نے بھی یہی دعوےٰ کیا ۔ کہ بموجب اللہ اور رسول صلعم کے حکم کے میں خدا کا نبی اور رسول ہوں ۔ اب تو نہ ماننے والے پر یہ مثال صادق آتی ہے ۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد

اب ہم ان لوگوں کی بات مانیں یا اللہ و رسول کی ۔ اور خدا کے مہدی اور مسیح کی ۔ یہ لوگ ہمارے مخالف ۔ اللہ کے مخالف رسول کے مخالف ۔ ہمارے مہدی و مسیح کے مخالف ۔ عقل کے مخالف ۔ نقل کے مخالف ۔ شیطان کے مطیع ہیں ۔ شیطان اور نفس کی پیروی نے انہیں اندھا کر دیا ہے ۔ ضد اور ہٹ دہرمی کا بھوت ان کے سر پر سوار ہے ۔ حبک الشئ یعمی و یصم کے مصداق ہو گئے ۔ اللہ تعالےٰ انہیں ہدایت بخشے ۔ اور توبہ کی توفیق عطا فرمائے ۔ آمین

دوستو! یہ اُمّت افضل اور اعلےٰ سب اُمّتوں سے جبھی ہو سکتی ہے ۔ جبکہ اس میں نبی ہوں ۔ کیونکہ امیر تو وہی ہے جسکے پاس روپیہ زیادہ ہو ۔ اور بڑا بادشاہ وہی ہے جس کا ملک دولت حشمت ۔ فوج زیادہ ہو ۔ بہتر اُمّت وہی ہے ۔ جس میں ہر ایک قسم کے منعم علیہم ہوں ۔ جس اُمّت میں تین قسم کے منعم علیہم ہوں ۔ وہ اس اُمّت سے جس میں چار قسم کے منعم علیہم ہوں ۔ کیونکر بہتر اور افضل ہو سکتی ہے یہ تو ادنیٰ عقل کا آدمی بھی سمجھ سکتا ہے ۔ مگر جس کی عقل پر ضد اور ہٹ دہرمی کا پردہ پڑا ہو ۔ اور جس کی باطنی بینائی جاتی رہی ہو ۔ وہ معذور ہے ۔ میری بات کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں ہے ۔ مگر دشمن کے واسطے اس کا تسلیم کرنا موت ہے ۔ کیا یہ نام کے مسلمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو موسےٰ سے افضل نہیں مانتے ۔ کیا یہ لوگ قرآن شریف کو تورات شریف پر فوقیت نہیں دیتے ۔ کیا ہمارے مخالف اُمّت محمدی کو بہتر اُمّت تسلیم نہیں کرتے ۔ کیا یہ بگڑے ہوئے

احمدی حضرت احمد علیہ السلام کو حضرت مسیح ناصری سے ہر طرح برتر نہیں مانتے۔ کیا حضرت مسیح علیہ السلام کے الہاموں پر ان کا ایمان نہیں رہا۔ کیا یہ اپنے امام سے برگشتہ ہو گئے ہیں کیا یہ حنال اور سیاہ دل اس نورانی چہرہ کو بھول گئے ہیں۔ کیا یہ عبدالحکیم کی ہاں میں ہاں ملانے لگے ہیں۔ کیا یہ صوفی عباس علی کے بھائی بن گئے۔ کیا یہ چراغ الدین جمونی کی قبر میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ کیا یہ حضرت عیسیٰ کے اس حواری کی طرح ہو گئے۔ جسنے چند درم لے کر اپنے آقا اور رہولا کو پکڑوا دیا تھا۔ افسوس! ایسے لوگوں کا حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی زندگی میں فکر تھا۔ اور چاہتے تھے کہ ان کے پیرو ایسے ناپاک نہ ہوں۔ مگر وہی ہوتا ہے۔ جو خدا چاہتا ہے۔ مولوی محمد علی صاحب نے ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ ہم تو مرزا صاحب کو نبی نہیں مانتے۔ لیکن اگر قادیانیوں کی طرح بفرض محال یہ مان لیا جاوے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نبی ہیں۔ تو یہ مشکل ہے۔ کہ بنی اسرائیل میں سینکڑوں نبی موسیٰ کے بعد ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تیرہ ۱۳۰۰ سو برس میں صرف ایک نبی۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دو بیٹے اسمٰعیل و اسحٰق تھے۔ اسحٰق کی اولاد میں بیہم نبی ہوئے۔ جو شاید سینکڑوں تک پہنچتے ہیں۔ اور اسمٰعیل کی اولاد میں تین ہزار برس کے بعد صرف ایک ہی نبی ہوا۔ صلے اللہ علیہ وسلم۔ اس کا جواب دینا مولوی محمد علی صاحب کے ذمہ تھا۔ مگر میں خود ہی دیتا ہوں۔ کہ آنحضرت جس شان کے نبی ہوئے۔ اسحٰق کی اولاد میں کوئی نبی اس شان و شوکت کا نہیں ہوا۔ آپ میں ہر ایک گذشتہ نبی کی شان موجود ہے۔

حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری
آنچہ خوباں ہمہ دارند تو تنہا داری

اسی طرح ہمارے مسیح بھی جری اللہ فی حلل الانبیاء کے الہام سے مشرف ہیں۔ کل انبیاء اللہ کے اخلاق فاضلہ آپ کو دیے ہیں۔ قلت تعداد کو کثرت قدر و قیمت نے بڑھا دیا۔ جہاں تک مجھ میں طاقت تھی۔ مینے سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اصل ہادی اللہ تعالیٰ ہے۔ وہی ہمارے گم گشتہ بھائیوں کو ہدایت بخشے۔

آمین ٭

ایک دردمند دل کی حالت

حضرت میر حامد شاہ صاحب کے قلم فیض رقم سے

مجھے اپنی درماندگی اور بے کسی پر خیال کرتے ہوئے عجیب عجیب حالتیں پیدا ہوتی ہیں۔ اور وہ عبودیت کا نقص جو دربار الوہیت میں پوری رسائی کے لئے فطرتاً ناقص واقع ہوا ہے۔ خاص حالت پیدا کر کے غم و حزن میں مبتلا کرتا ہے۔ اور دل میں درد پیدا کر کے آٹھ آٹھ آنسو رُلاتا ہے۔ اسی خیال میں سوچتے سوچتے کچھ دن ہوئے۔ تہجد کے نوافل ادا کرنے کے بعد سخت مضطرب ہوا۔ اور اس حالت میں کچھ شعر ٹوٹے پھوٹے فارسی کے زبان پر جاری ہو گئے بولتا گیا اور درد پیدا ہوتا گیا۔ آنکھوں سے آنسو بھی جاری ہوئے۔ اب تک وہ درد باقی ہے۔ اور اس میں اضافہ ہی ہوتا ہے۔ کمی نہیں۔ چونکہ ایک حال کا نقشہ ہے۔ اس لئے احباب کے سامنے پیش کرتا ہوں ٭

اس میں سورہ فاتحہ کا مضمون اور ساتویں ہزار میں مسیح موعود کا ظہور جو سورہ فاتحہ کا انجام ہے۔ مدنظر ہے۔ اسواسطے آخر نظم میں مسیح موعود کے مقام کا ذکر کرتے ہوئے اس کو ختم کیا ہے ٭

نظم

بچشم بندگی کم نگاہم — بدرگاہت نیایم بے سپاہم
خدائے ما تو رب العالمینی — بعجز بندگی من عذر خواہم
ندائے اسم رحماں شد بگوشم — ازیں خیزد ز دل پُر درد آہم
تو خود شو دستگیرم از کرمہا — پناہ بیکساں من بے پناہم
بہر چیزے کہ بخشی من فقیرم — ز محتاجی خود ہر چیز خواہم
کجا بروم کرا گویم چہ گویم — کہ غیر از تو ندارم قبلہ گاہم
ز علمم آرزو دارم رحیما — کہ باشد نعمتت در سجدہ گاہم
صلا تو کہ مالک یوم دینی — بترسانند کہ گویم بے گناہم
ز مغضوبان تو طرفے ست پیدا — از انجملہ نہ باشد طرف ماہم
کجا بردہ محبت ضالیں را — تباشد کیش ایشاں ہم رہم
شدم چاکر مسیح احمدی را — کہ ہست او امتی و مجتبے ہم
نبی اللہ محمدؐ گفت او را — میسر شد مقام انبیا ہم
ز احمدؐ احمدیت گشت ظاہر — بخوانند احمدیم ایں بخواہم
بعہد حضرت محمود احمدؐ — نبی اللہ احمدؐ را گواہم
بدور خسروی گشتم مسلماں — کہ بود ایں دور را ایں مدعاہم
چناں بنواز تو محمود خود را — کہ پیشش ہیچ باشد عز و جاہم

رفیقان طریقت صاف گوئید
اگر باشد شما را ایں نواہم

جماعت احمدیہ کی خدمت میں اپیل

برادران! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میں آج ایک تحریک آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں مجھے امید کامل بلکہ یقین ہے۔ کہ آپ اس تجویز کو پڑھنے کے بعد حتی الوسع بہت جلد حصہ لیکر عند اللہ ماجور ہونگے۔ میں اس بات کا اعلان کرنا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ ہماری جماعت نے اس وقت تک جو نمونہ اخلاص کا پیش کیا ہے۔ اسکی نظیر کا تلاش کرنا موجودہ زمانہ میں تحصیل حاصل ہے۔ اس پُر آشوب زمانہ میں سب کی غرض عام طور پر دنیا ہی دنیا ہے۔ اسی واسطے موجودہ زمانہ کے نبی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی جماعت میں داخل ہونیوالے ہر ایک انسان سے یہ وعدہ لیا کہ میں دین کو دنیا پر مقدم کرونگا۔ بیشک اس عہد کے مطابق ہماری جماعت نے بہت کچھ دین کی خدمت کی ہے۔ لیکن آخرین منہم کے مطابق یہ جماعت صحابہ کرام کی مثیل ہے۔ اس لئے اس کے لئے سعی اور کوشش کا میدان بہت وسیع ہے۔ ہاں یہ خدا نے آسانی کردی

ہے۔ کہ صحابہ کا امتحان تو جان اور مال دونوں سے لیا گیا تھا لیکن اس جماعت کے واسطے اللہ تعالےٰ نے صرف مال کی قربانی کو رکھا ہے۔ پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اس وقت مال کے رنگ میں اپنی قربانی کو پیش کرتے ہیں۔

دوستو! وہ دن بھی قریب ہیں۔ ہاں بہت ہی قریب ہیں جبکہ اُحد کے برابر کا دیا ہوا مال ذرا بھی اس وقت کے دئے ہوئے ایک پیسہ کا مقابلہ نہ کریگا۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہام کے مطابق وہ وقت بھی آجائیگا۔ جبکہ بادشاہ آپ کے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ اور یہ وعدہ الٰہی پورا ہوگا۔ جب اس پاک جماعت میں بادشاہ شامل ہونگے۔ تو آپ خیال فرمالیں کہ ان تحریکوں کی پھر ضرورت کہاں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و احسان ہے۔ کہ اس نے محض اپنے فضل سے ہمیں ایسا موقع دے رکھا ہے۔ کہ ہم غریب لوگ اس کی راہ میں خرچ کرکے اپنی عاقبت کا سامان جمع کرلیں۔ پس اٹھو اور کمر ہمت باندھو۔ کیونکہ خدمت اسلام کے واسطے آج مال کی ضرورت ہے ۔

یہ نہ سمجھو کہ آئے دن ہمیں آپ کی جیبوں کو ٹٹولنا پڑتا ہے لیکن اگر ہر ایک احمدی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حکم کے مطابق ایک ماہواری رقم کا دینا اپنی حیثیت کے مطابق اپنے اوپر فرض کرے تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمیں کچھ کہنے کی ضرورت پڑے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ ایک حصہ ایسا بھی ہے۔ جو چندوں کے دینے میں لاپرواہی سے کام لیتا ہے۔ اور یہاں سے بار بار کی اپیل کا انہی اصحاب کی جیبوں پر اثر پڑتا ہے۔ جو پہلے بھی حصہ لیتے ہیں۔ اس واسطے میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہر ایک احمدی اپنی حیثیت کے مطابق ماہواری چندہ دے۔ حضرت اقدس کا تو یہ حکم ہے کہ جو تین ماہ متواتر چندہ نہ دے۔ وہ میری جماعت میں نہیں ہے۔ پس ایسے احباب جو تین ماہ یا اس سے زیادہ عرصہ چندہ نہیں دیتے۔ وہ غور کریں کہ انکی نسبت حضرۃ اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا کیا حکم ہے۔ اور انہوں نے اپنے پیشوا کے حکم کو کہاں تک پورا کیا ہے۔

میرے دوستو !! میں جس غرض کے واسطے خصوصیت سے یہ اپیل لکھ رہا ہوں۔ وہ غرض اس وقت میرے مدنظر

جلسہ سالانہ کے اخراجات

کا سوال ہے ۔

ہمارے جلسہ میں کم از کم چار ہزار روپیہ کا خرچ ہے۔ چنانچہ ۱۹۱۴-۱۳ء ۱۵-۱۴ء و ۱۶-۱۵ء میں خرچ جلسہ سالانہ کا معہ [illegible] و لنگر [illegible] علی الترتیب ہے۔ اور آمدنی ان سالوں کی بالترتیب [illegible] و [illegible] ہے۔ اس سے آپ اندازہ کرلیں کہ ہر سال خرچ آمد سے قریباً دوچند ہوتا ہے گویا یہ خیال فرمادیں کہ پونے دو ہزار روپیہ سالانہ کا بوجھ لنگر پر پڑتا ہے۔ کیونکہ جلسہ سالانہ کے اخراجات کی مد لنگر خانہ میں ہے۔ جو پہلے ہی قریباً بیس ہزار کا اس وقت مقروض ہورہا ہے۔

اسلئے جلسہ کے واسطے کم از کم چار ہزار روپیہ کی ضرورت ہے اور اس رقم کا جمع ہونا اسی ماہ میں ضروری ہے۔ تاکہ دسمبر میں سامان وغیرہ خرید لیا جاوے۔ گویا یہ خیال فرمادیں کہ علاوہ معمولی چندہ کے چار ہزار روپیہ کی ضرورت جلسہ سالانہ کے واسطے ہے۔ اس کا مہیا کرنا آپ کا فرض ہے۔ اور یہ بھی ضروری ہے کہ آپ اس رقم کو اسی ماہ کے اخیر تک محاسب صدر انجمن احمدیہ کے پاس بھیجدیں۔ تاکہ منتظمان جلسہ اشیاء کے خرید کرنے کا فکر کریں۔ بوجہ نہ ہونے روپیہ کے جلسہ کے کاروبار میں تکلیف ہو رہی ہے۔ ہمارے جلسہ سالانہ پر اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے کم از کم پانچ ہزار سے زیادہ احباب تشریف لاتے ہیں۔ اگر صرف وہی احباب اس چندہ میں حصہ لیں۔ اور ایک روپیہ فی کس چندہ جلسہ سالانہ کے واسطے دیں۔ تو فوراً ہی پانچ ہزار روپیہ جمع ہو سکتا ہے۔ پس میں بڑے زور سے سکرٹری صاحبان و پریذیڈنٹ صاحبان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ وہ اپنی اپنی انجمنوں میں اخراجات جلسہ سالانہ کے سوال کو پیش کریں اور اس کے واسطے کم از کم ایک روپیہ فی کس وصول کرنے کا بندوبست فرمادیں۔ تو وہ رقم جلسہ سالانہ کے اخراجات کو کفایت کرسکتی ہے۔

ہاں میں یہ کہدینا بھی ضروری خیال کرتا ہوں کہ ہر ایک احمدی کو اس تحریک میں شامل کرنا چاہیئے۔ اور ہر ایک دوست کو چاہیئے کہ ابھی سے اسباب کا انتظام کرے کہ وہ جلسہ سالانہ میں شریک ہو۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جو شخص بار بار قادیان نہیں آتا۔ مجھے اس کے ایمان کا خطرہ ہے۔ دیکھ لو۔ ہم سے الگ ہونیوالے لاہوری پارٹی کے ممبر بننے بھی ہیں۔ ان میں اکثر حصہ انہی لوگوں کا ہے۔ جو کم آتے تھے یا بالکل نہیں آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے سب دوستوں کو دارالامان میں تشریف آوری کی توفیق عطا فرماوے آمین ثم آمین۔

میں اسبات کو بھی کہدینا ضروری خیال کرتا ہوں کہ یہ ایک

فوری چندہ

ہے۔ اس کا اثر ماہواری چندوں پر بالکل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ایک عضو کو کاٹ کر دوسرے کو ٹھیک کرنا کوئی پسندیدہ کام نہیں ہے پس احسن طریق یہی ہے۔ جلسہ سالانہ کی تحریک پر حصہ لیتے ہوئے معمولی ماہواری چندہ پر بالکل اثر نہ پڑے۔ ماہواری چندہ کی طرف بعض انجمنوں کی توجہ بہت ہی کم ہے۔ اور کہ بعض جگہ سے سال گذشتہ کی نسبت بہت کم چندہ آتا ہے۔ اس کی طرف بھی توجہ کرنا ضروری ہے۔ اب میں اس چٹھی کو ختم کرتا ہوں اور اللہ تعالےٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ آپ ہی آپ لوگوں کے دلوں میں الہام کرے۔ اور احباب اس تحریک میں پوری سعی اور کوشش سے حصہ لے کر عند اللہ ماجور ہوں ۔

آمین ثم آمین

محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان

عربی دانوں کی ضرورت

دو۲ ایسے اصحاب کی ضرورت ہے۔ جو عربی دان ہوں۔ اور عربی عمدگی سے پڑھا سکتے ہوں۔ نیز سلسلہ کی کتب سے اچھی طرح واقف ہو۔ تنخواہ بیس روپے ماہوار ہوگی۔ اور کام قادیان دارالامان سے باہر جہاں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ حکم فرمائیں۔ کرنا ہوگا۔

درخواستیں ایڈیٹر الفضل کے نام آنی چاہئیں ۔

احمدی بھائیوں کو اطلاع

جناب بابو جمال الدین صاحب احمدی گوجرانوالہ سے اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کا بھتیجا محمد شفیع جو ایک عرصہ تک قادیان میں پڑھتا رہا تھا۔ اب آوارہ ہو کر گھر سے چلا گیا ہے۔ اگر کسی احمدی کے پاس پہنچے۔ تو وہ اُسے ٹھہرائیں۔ اور کچھ خرچ وغیرہ دیں۔ اگر کوئی کچھ دیگا تو میں ادا کرنے کا ذمہ وار نہیں ہونگا ۔